REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰ | شمارہ ۳۵

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ/ ۷۵ روپے۔ بیرونِ ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر۔ بذریعہ بحری ڈاک ۱۰ پاؤنڈ ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN. 143516.

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۸ صفر ۱۴۱۲ ہجری | ۲۹ ظہور ۱۳۷۰ ہش | ۲۹ اگست ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مہمات دینیہ میں فائز المرامی نیز حضور انور کی حرم محترم حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی صحت کاملہ کیلئے تواتر کیساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

آخر انکی شرارتیں ان پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں اور انہیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"توبہ کی یہ حقیقت ہے جس کی نظیر ہم قانونِ قدرت میں صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبیوں کے زمانہ میں جو قوموں پر عذاب آتے ہیں جیسے لوط کی قوم پر یا یہودیوں کو بخت نصر یا طیطس رومی کے ذریعے تباہ کیا گیا تو ان عذابوں کا موجب محض اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے عذابوں اور دکھوں کا موجب وہ شرارتیں اور شوخیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں۔ جو وہ نبیوں سے کرتے اور انہیں پہنچاتے ہیں۔ آخر ان کی شرارتیں ان پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں۔ اور انہیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں۔ جس طرح پر سیاست اور ملک داری کے اصولوں کی تہہ میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ امنِ عام میں خلل انداز ہونے والوں کو وہ چور ہوں یا ڈاکو، باغی ہوں یا کسی اور جرم کے مجرم محض اس لئے سزا دی جاتی ہے تا آئندہ کے لئے امن ہو اور دوسروں کو اس سے عبرت۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ قانون رکھا ہوا ہے کہ وہ شریروں اور سرکشوں کو جو اس کے حدود اور اوامر کی پرواہ نہیں کرتے سزا دیتا ہے تاکہ حد سے نہ بڑھ جائیں۔ جنہوں نے حد سے بڑھنا چاہا خدا نے وہیں انہیں تنبیہ کی اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سزا اور تنبیہ اس شخص کیلئے بھی جسے دی جاتی ہے اور دوسروں کے واسطے بھی جو عبرت کی نگاہ سے اُسے دیکھتے ہیں۔ بطور رحمت ہے۔ کیونکہ اگر سزا نہ دی جائے تو امن اٹھ جاتا ہے۔ اور انجام کار نتیجہ بہت ہی بُرا ہوتا ہے۔ قانونِ قدرت پر نظر کر و اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرتِ انسانی میں یہ بات رکھی ہوئی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۴)

ضروری اعلان

"پشتو زبان میں ـــ ظہور امام مہدی، وفاتِ مسیح، ختمِ نبوت، صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ـــ جیسے اہم مواضیع پر آڈیو کیسٹس دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ حضور انور کی بعض مجالس سوال و جواب اور اعتقادی مسائل پر حضور انور کی سیر حاصل تشریحات پر مشتمل بعض آڈیو کیسٹس بھی موجود ہیں۔ جن کو ضرورت ہو وہ اپنی ڈیمانڈ اپنے اپنے مشنوں کو دیں اور پھر ہر مشن احباب کی ڈیمانڈ اور اپنی مزید ضرورت کے مطابق یہاں آرڈرز بھجوائیں تاکہ اس کے مطابق پھر کیسٹس یہاں سے بھجوا دی جائیں۔"

خاکسار
نصیر احمد قمر
(پرائیویٹ سیکرٹری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ لندن)

سوواں جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ رفتح دسمبر ۱۹۹۱ء ۱۳۷۰ ہش منعقد ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سوویں جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ رفتح دسمبر ۱۹۹۱ء ۱۳۷۰ ہش کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب اس تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب و بابرکت فرمائے۔ آمین ـــ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایڈیٹر۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان

خطبہ جمعۃ المبارک

نماز پانچ وقت یہ پیغام دیتی ہے کہ دو نمازوں کے دوران تم نے کوئی نیکی کی ہے کہ نہیں اگر دو نمازوں کے دوران

کوئی اچھا نیک قول بھی تم نے کہا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اور قرآن کے ارشاد کے مطابق وہ بھی ایک ہدیہ ہے۔

(محترم چوہدری ھدایت اللہ صاحب بنگوی مرحوم کے نمایاں خلوص و خدمات پر حضور انور کا خراج تحسین۔)

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ ظہور (اگست) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام اسلام آباد - U.K

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

نمازوں کے سلسلے میں جو خطبات دیئے جا رہے ہیں، آج یہ غالباً اس سلسلے کا آخری خطبہ ہے میں نے گزشتہ خطبہ میں التحیات پر گفتگو ختم کی تھی لیکن التحیات کا مضمون ابھی جاری تھا۔ اس لئے التحیات ہی سے میں اس مضمون کو دوبارہ اُٹھاتا ہوں۔

التحیات کا مطلب

ہے: تحفے اور تحفوں کا تعلق عام دیگر انسانی لین دین کے معاملات سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے۔ اسمیں انسان ایک چیز کسی دوست یا کسی بڑے کے حضور اس خاطر پیش کرتا ہے کہ اس کے نتیجے میں اسے ویسی کوئی چیز نہ ملے بلکہ اس کی محبت اور رضاء حاصل ہو اور یہی تحفے کا مفہوم ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے جو بھی مالی قربانیاں خدا کی راہ میں ہم پیش کرتے ہیں اُن کے اندر بڑھا کر واپس لینے کا مضمون قربانی کرنے والے کے ذہن میں نہیں آنا چاہیئے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم یوں پیش فرماتا ہے کہ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ کہ تو یہ سوچ کر احسان نہ کیا کر کہ تو بڑھا کر واپس لے گا اس لئے اگرچہ آپ کو بار بار یہ سمجھایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے لیکن اگر اس نیت سے خدا کے حضور پیش کیا جائے کہ زیادہ ملے گا تو یہ بہت ہی ادنیٰ سودا ہے اور اپنی قربانی کو تحفے کی بجائے ایک عام تجارت بنا دینے والی بات ہے۔ خدا سے تجارت کا معاملہ چلتا تو ہے مگر وہاں تجارت کا مفہوم اور ہے۔ پس التحیات نے ہمیں بتا دیا کہ جو کچھ تم خدا کے حضور پیش کرتے ہو اس نیت سے پیش کیا کرو کہ اس کے بدلے جزاء ملے اور جزاء رضاء کی جزاء ہو نہ کہ دنیاوی جزاء۔ اس نیت سے تحفے کا مضمون سمجھنے کے بعد ہماری تمام قربانیوں پر ایک غیر معمولی اثر پڑیگا چنانچہ نماز نے ہمیں صرف مالی قربانیوں سے متعلق ہی نہیں سمجھایا بلکہ بدنی قربانیوں سے متعلق بھی یہی سمجھایا ہے۔ فرمایا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔

الصلوات

سے بدنی قربانی مراد ہے اور الطیبات سے وہ پاکیزہ چیزیں مراد ہیں جو قولی ہوں یا فعلی ہوں یا جنس سے تعلق رکھتی ہوں اور جو ہم خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے انسان کے خدا سے تمام تعلقات تحفہ پیش کرنے کے تعلقات ہو جاتے ہیں۔ جو شخص تحفہ قبول کرتا ہے اس کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو انسان کسی بڑے انسان سے تحفہ لیتا ہے جبکہ اس کے مقابل پر وہ مالی لحاظ سے بھی اور دوسرے لحاظ سے بھی ادنیٰ ہوتا ہے۔ ایسا شخص دل میں خواہش تو بہت رکھتا ہے کہ میں کسی طرح بڑھا چڑھا کر پیش کر دوں لیکن اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر وہ شخص جس کے حضور وہ تحفہ پیش کرنا چاہے حقیقتاً معزز ہو اور دل کا کریم ہو تو وہ اس کے ادنیٰ کو بھی بہت بڑھا کر قبول کرتا ہے۔ اس کے سوا اس غریب کے دل کی تمنا پوری ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں ہوتی گویا اسکے دل کی تمنا بھی کسی بڑے انسان کے کرم پر منحصر ہے۔ پس اس پہلو سے جہاں تک خدا کو تحفہ دینے کا تعلق ہے وہ تو یہی رشتہ بنتا ہے۔ ایک ایسے وجود کو تحفہ پیش کیا جا رہا ہے جو ہر لحاظ سے بالا ہے اور اُسے ضرورت نہیں ہے۔ ہم اُسکو تحفہ پیش کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے۔ لیکن جب وہ قبول کرتا ہے تو کرم کے نتیجے میں اس رنگ میں قبول کرتا ہے جیسے تم نے بہت بڑا کام کیا ہے اور چونکہ وہ زیادہ دینے کی استطاعت رکھتا ہے اس لیے وہ از خود زیادہ دیتا ہے ورنہ پیش کرنے والے کو تو اپنی غربت اور کم مائیگی کا احساس تھا۔ وہ تو اس شرم سے پیش کر رہا ہے کہ میں جو پیش کر رہا ہوں اس لائق نہیں کہ میں یہ پیش کر سکوں کیونکہ میرا محبوب اتنا بڑا ہے کہ میری طرف سے کچھ بھی پیش کیا جائے تو وہ چیز اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ اس کے حضور پیش کی جائے۔ پس اس کے بعد اس کے دماغ میں یہ خیال آنا کہ جتنا میں دوں گا اس سے بڑھا کر وہ مجھے دے دے گا۔ کتنی کمینی بات ہوگی کتنی گھٹیا بات ہو جائے گی۔ اور تحفے کے مزاج بگاڑنے والی بات ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلقات کے وقت یہ سودا پیش نظر نہ رکھا کریں کہ ابھی میں نے دیا اور کل مجھے زیادہ مل جائے گا بلکہ یہ خیال کہ خدا کی راہ میں جو دینا چاہیئے اس کی استطاعت نہیں رکھتے اور تحفہ پیش کرنے کو دل چاہتا ہے اور تحفے کے مقابل پر اگر کوئی واپسی کی بات کرے تو اس سے بھی انسان شرم سے کٹ جاتا ہے تو اس نیت سے خدا کے حضور پیش کرنا چاہیے کہ میں دے رہا ہوں لیکن اور شرم کے ساتھ دے رہا ہوں کہ جتنی توفیق ہے اسکے مطابق دے رہا ہوں ورنہ حق یہ تھا کہ اس سے بہت زیادہ دیا جاتا اور کے بعد اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور دنیا میں فوراً واپس نہ کرے تو یہ خیال دماغ میں پیدا ہو جانا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ چندے میں بڑی برکت پڑتی ہے لیکن ہمیں تو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، بہت ہی گھٹیا اور کمینی بات ہوگی اور یہ تحفہ نہیں رہے گا۔ اور چونکہ تحفہ نہیں رہے گا اس لیے قبول بھی نہیں ہوگا کیونکہ التحیات نے ہمیں بتایا ہے کہ تحفے ہی ہیں جو قبول ہونگے، باقی چیزیں نہیں ہونگی۔ اگر تحفہ پیش کرتے ہو تو منظور ہے۔ تحفہ نہیں تو پھر تم اپنے کام سے کام رکھو۔ خدا اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ تمہارے ساتھ ان قربانیوں کے نتیجے میں خدا سے تمہارا تعلق قائم نہیں ہوگا۔

دوسری بات التحیات ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ روزانہ ہم خدا کے حضور پانچ وقت جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ تو کوئی پہلے تحفے تو دوبارہ نہیں دیا کرتا۔ آخر ہم پانچ وقت کی ہر نماز میں بعض دفعہ ایک سے زیادہ دفعہ جب خدا کے حضور یہی بات پیش کرتے ہیں کہ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ تو اس کا یہ مطلب تو بہر حال نہیں ہو سکتا کہ ہم نے ایک دفعہ جو نیکیاں کر دیں، ایک دفعہ جو قربانیاں خدا کے حضور پیش کیں انہی کو بار بار تحفہ بنا کر دے رہے ہیں کیونکہ دنیاوی تعلقات میں تو انسان ایسا نہیں کرتا۔ اگر ایسا کرے تو بہت ہی پاگل اور احمق دکھائی دے گا۔ پس نماز پانچ وقت یہ پیغام دیتی ہے کہ دو نمازوں کے دوران تم نے کوئی نیکی کی ہے کہ نہیں۔ اگر دو نمازوں کے دوران کوئی اچھا نیک قول بھی تم نے کہا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اور قرآن کے ارشاد کے مطابق وہ بھی ایک ہدیہ ہے، ایک تحفہ ہے، ایک اچھا نیک عمل ہے۔ خواہ قول بھی اچھا ہو تو وہ بھی نیک اعمال میں شمار ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس عرصے میں کوئی اور نیک عمل کرنے کی توفیق نہیں ملی تو ذکر الٰہی کی توفیق ملی ہوگی۔ کسی کو نیک نصیحت کرنے کی توفیق ملی ہوگی غیر کو نہیں تو اپنی بیوی کو، اپنے بچوں کو، اپنے ساتھیوں کو کوئی اچھی بات کہنے کی توفیق ملی ہوگی اس تمام عرصے میں جو دو نمازوں کے درمیان آپ پر گذرتا ہے کچھ نہ کچھ تحفہ آپ نے ضرور بنانا ہے اور وہی تحفہ ہے جو خدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ پس اگر اس پہلو سے سوچتے ہوئے جب آپ

نماز میں التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات کہتے ہیں تو بسا اوقات دل کانپ جائے گا کہ ہم خالی ہاتھ آئے ہیں اور بات یہ کر رہے ہیں کہ اے خدا! ہم تیرے حضور تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور تحفے بھی ایسے ہیں جو جمع کی صورت میں ہیں یعنی تحائف پیش کر رہے ہیں۔ والصلوات: نیک اعمال کے ذریعے، بدنی قربانیوں کے ذریعے بھی والطیبات اور اچھی چیزیں پیش کرکے بھی پس اس مضمون کو سمجھنے کے بعد التحیات کا پیغام بہت ہی وسیع ہو جاتا ہے اور زندگی کے ہر دائرے پر حاوی ہو جاتا ہے۔ روز مرہ کی نمازوں میں نیکیاں ابھرنے کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اللہ کے حضور وہی نیکیاں قبول ہونگی جو تحائف کا رنگ رکھتی ہوں گی اس کے بغیر نہیں۔ چنانچہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

میں دراصل یہی پیغام ہے جو دیا گیا ہے کہ نیکی کی تعریف ہی تم نہیں سمجھتے اگر تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ جو کچھ خدا کے حضور پیش کرتے ہو، وہ کرو جو سب سے اعلیٰ ہو۔ اگر تمہیں سب سے اچھا پیش کرنے کا مزاج نہیں ہے اگر تمہیں یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ خدا کے حضور سب سے اچھا پیش کرنا چاہیئے تو تمہیں نیکی کی تعریف کا علم نہیں ہے۔ پس نیکی کی تعریف اور تحفے کی تعریف ایک ہی ہو گئی کیونکہ تحفے میں بھی انسان اچھی چیز چن کر پیش کیا کرتا ہے جبکہ TAX میں بری چیز چن کر پیش کیا کرتا ہے۔ اگر مالیہ وصول کرنے والے گندم کی شکل میں مالیہ وصول کرنے آئیں تو کبھی زمیندار یہ نہیں کرتا کہ بہترین گندم چن کر وہ مالیہ والوں کے سپرد کرے۔ جو سب سے ذلیل، پانی میں ڈوبی ہوئی یا کالی ہوئی ہوئی گندم ہے وہ مالیہ میں لگا دے گا۔ لیکن تحفے میں برعکس مضمون ہے۔ پس حقیقت میں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا۔ میں تحفے ہی کی تعریف کی جا رہی ہے چنانچہ فرمایا حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کہ جب تک تمہیں محبت نہ ہو۔ پس محبت ہی کے نتیجہ میں تحفہ پیدا ہوتا ہے اور چونکہ تحفہ محبوب کے لیئے پیش کیا جاتا ہے اس لیئے محبوب کے لیئے محبوب چیز پیش کی جاتی ہے۔ پس وہ اعمال قبول ہوں گے جو آپ کو محبوب ہوں جن کو فخر کے ساتھ آپ پیش کر سکیں اور وہ اچھی چیزیں مالی قربانی ہو یا کوئی اور، کلمات کے ذریعے خدا تعالیٰ کی حمد کا بیان ہو، وہ ساری اچھی چیزیں جو آپ پیش کرتے ہیں۔ ایسے رنگ میں ہوں کہ سجی ہوئی ہوں، آپ کو اچھی لگ رہی ہوں۔ آپ کی نظر میں بھی محبوب ہوں۔

اس کے بعد یعنی التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات کے بعد انسان کہتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہ اے نبی ہم تجھ پر سلام بھیجتے ہیں۔ یہ سلام درحقیقت تحفے ہی کے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے کیونکہ خدا کو تحفے دینے کے بعد جو سب سے زیادہ محبوب ہستی ہمیں دکھائی دیتی ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہستی ہے اور اللہ کو تحائف پیش کرنے کے بعد سب سے زیادہ تحفے کا حق اگر کوئی وجود رکھتا ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کا وجود ہے۔ اس مسئلہ میں بعض لوگ ناسمجھی سے یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ حاضر ناظر ہیں اور حاضر ناظر کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ اگر یہ دلیل درست ہو تو پھر خدا حاضر ناظر نہیں رہے گا کیونکہ اسی تخاطب میں التحیات علیک یا اللہ نہیں کہا گیا بلکہ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات فرمایا گیا ہے، تو خدا غائب ہو گیا اور محمد رسول اللہؐ حاضر ہو گئے۔ یہ مضمون تو بالکل ہی اُکھڑ جائے گا، بے معنی ہو جائے گا۔ اس لیئے یہاں جو تخاطب ہے وہ اور معنی رکھتا ہے۔ بعض دفعہ حاضر کو عزت اور احترام کے نتیجے میں غائب کیا جاتا ہے اور غائب کو بھی عزت اور احترام کے نتیجے میں حاضر کیا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ جو ہم کہتے ہیں تو اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غائب بھی ہیں مگر معزز بھی ہیں کیونکہ "آں" کا لفظ اعزاز کے لیئے پایا جاتا ہے لیکن یو۔پی میں جب خطاب کرتے ہیں تو بعض دفعہ حاضر کو غائب کے طور پر یہ بتانے کے لیئے خطاب کرتے ہیں، کہ ہم آپ کی بہت عزت کرتے ہیں اور بعض دفعہ غائب کو عزت کی خاطر مخاطب کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو آپ کہہ رہے ہیں حالانکہ آپ غائب ہیں تو یہ مجازی تخاطب ہے یہ اسی معنی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت اور احترام کی خاطر آپ کہا جا رہا ہے حالانکہ آپ غائب ہیں اور خدا حاضر ہے لیکن اُسے عزت اور احترام کی خاطر غائب کیا جا رہا ہے۔ اور کلام کا یہ محاورہ دنیا کے ہر کلام میں ملتا ہے۔ پس خدا کی ہستی کی عظمت اور شان کے پیش نظر حاضر ہوتے ہوئے بھی غائب کا خطاب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خدا کے مرتبہ کے بعد دوسرے مرتبہ پر ذکر ہے لیکن غائب ہوتے ہوئے بھی مخاطب کا خطاب ہے اور اس سے زیادہ اس کے اور کوئی معنی نہیں ہیں نعوذ باللہ یہ مطلب نہیں ہے کہ جب ہم سلام بھیجتے ہیں تو جیسا کہ بعض مسلمان یقین کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمارے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں گویا ہر نماز پڑھنے والے کی نماز کے سامنے اس موقعہ پر وہ آکھڑے ہوں گے۔

یہ محض ایک جاہلانہ بات ہے۔

اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور یہ خیال بھی شرک ہے۔ پس جب بھی آپ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہتے ہیں تو عزت اور احترام کے لیئے خطاب کر رہے ہیں ورنہ حقیقت میں سامنے رکھکر خطاب نہیں کر رہے۔

دوسری بات السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین ہے یعنی ہم سب پر بھی سلام ہو اور مخاطب کے متعلق متکلم کا صیغہ آیا کرتا ہے۔ پس اس پہلو سے بھی التحیات کے اندر ایک حسنِ بلاغت پایا جاتا ہے۔ غائب میں خدا کی بات ہوئی۔ پھر مخاطب میں حضرت محمد رسول اللہؐ کی بات ہوئی۔ اس کے بعد ہم متکلم میں داخل ہو گئے اور اپنے ساتھ تمام مؤمنین کو شامل کر لیا خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں۔ اس لیئے اس مضمون میں موجودگی کی کوئی بحث نہیں ہے۔ صرف ایک درجہ بدرجہ مرتبے کی گفتگو ہو رہی ہے اور ایک حسنِ کلام ہے جو اس شان کے ساتھ اپنے پہلو بدل رہا ہے۔ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ پھر تمام صالح بندوں پر سلامتی بھیجی گئی۔ اس مضمون پر جاکر سورۂ فاتحہ سے ہم نے جو مضامین سیکھے تھے وہ اپنے درجہ کمال کو پہنچ گئے اور خدا تعالیٰ کی حمد کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح کی اور اپنے لیئے اور تمام مؤمنین کے لیئے ہر قسم کی دعائیں ہم نے اس میں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلقات قائم کیئے۔

اب اس کے بعد سوال یہ ہے کہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کا کیا موقعہ ہے اور اس مقام پر اسے کیوں سجایا گیا ہے؟ میں نے جہاں تک غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ درحقیقت سورۂ فاتحہ میں موجود ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی سورۂ فاتحہ میں موجود ہے اور یہ مضمون سورۂ فاتحہ ہی کا ہے جو یہاں آکر کامل ہوتا ہے اور ہمیں ایک نئی طرز پر بتایا جا رہا ہے۔ جب ہم اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے ہیں تو یہاں صرف معبود کے طور پر خدا کا اقرار ہی نہیں کرتے بلکہ اِیَّاکَ کہکر ساتھ غیب کی نفی بھی کر رہے ہیں تو حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مضمون اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں بہت شان کے ساتھ گویا مختلف لفظوں میں بیان ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب ہم اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے مضمون میں داخل ہوتے ہیں تو سب سے بڑا نبی جس پر سب سے زیادہ انعاموں کی بارش کی گئی وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی تھے۔ اس لیئے نماز میں جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ ان لوگوں کے رستوں پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا تو سب سے زیادہ واضح طور پر جو نبی انسان کے ذہن پر چھا جاتا ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ آپ ہی ہیں جو ذہن پر چھاتے ہیں۔ آپ ہی ہیں جو دل میں سما جاتے ہیں اور حقیقت میں آپ کے نام کے ساتھ باقی سب نبیوں کا نام شامل ہو جاتا ہے۔ پس انعام یافتہ لوگوں میں سب سے اہم ذکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ہے۔ اور اسی کا دوسرے لفظوں میں بیان یوں ہوا کہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تو نماز نے چونکہ درجہ بدرجہ ہماری تربیت کی اور سورۂ فاتحہ کا مضمون ہم پر مزید کھلتا چلا گیا۔ اس مضمون کا معراج یہ کلمہ ہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لیکن یہاں یہ کلمہ تجربے کے بعد بیان ہوا ہے۔ نظریاتی طور پر نہیں۔ سورۂ فاتحہ نے ہمیں خدا سے تعلقات کے ایسے تجارب سے گذارا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام ہم پر اس طرح ظاہر فرما دیا کہ تحفہ دیتے وقت سب سے پہلے خدا کی ذات کا تصور ذہن میں آیا اور اس کے معاً بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تصور ذہن میں آیا۔ پس اسی مضمون نے ہمیں یاد کرایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حقیقت میں دو ہی چیزیں

ہیں۔ اللہ کی ذات اور محمد رسول اللہ۔ باقی سب افسانے ہیں۔ باقی وہ ہیں جو اُن کے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں اور اُن کے ساتھ تعلق کی بناء پر اُن کا وجود بنتا ہے۔

یہاں تک سورۂ فاتحہ کا سفر حاضر اور مستقبل کا سفر تھا۔ اس میں حاضر کے طور پر مخاطب کیا جارہا ہے اور حاضر یا مستقبل کے طور پر دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ اب نماز آپ کو دوسرے زمانوں کا سفر بھی کرائے گی اور پہلوں کی یادیں بھی آپ کے لیئے لے کر آئے گی۔ چنانچہ آپ دیکھیں شروع سے آخر تک جب تک ہم کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نہیں پڑھتے اور یہ شہادت نہیں دیتے اس وقت تک ہماری ساری دعائیں حاضر اور مستقبل سے تعلق رکھنے والی دعائیں ہیں۔ ان معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم پر دعا بھیجتے وقت بھی آپ کو ماضی کے وجود کے طور پر مخاطب نہیں کیا گیا بلکہ ایک حاضر وجود کے طور پر مخاطب کیا گیا ہے اور اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ آپ کا زمانہ زندہ ہے۔ آپ ایک ایسے زندہ نبی ہیں جو زمانی لحاظ سے ماضی میں نہیں رہے بلکہ حال کے بھی نبی ہیں اور مستقبل کے بھی نبی ہیں۔ اس "اب تک" کا جو مضمون تھا وہ چونکہ حاضر اور مستقبل کے زمانے سے تعلق رکھتا تھا اس لیئے آپ کا ذکر اُن لوگوں میں کیا گیا۔ اب ماضی کی طرف بھی نماز ہمیں لیکر جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد جب ہم "کما صلّیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید" کہکر درود بھیجتے ہیں تو ماضی کے نیک لوگوں کے لیئے بھی دعائیں مانگتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے بعد جس کا سب سے زیادہ حق ہے کہ اسپر سلام بھیجا ہے تو وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوالانبیاء بھی کہلاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی بزرگ نبی ہیں جن کی اولاد میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ وہی بزرگ نبی ہیں جن کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ نے قبولیت کا شرف بخشا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم آپ کی دعاؤں کا بہترین ثمر ہیں۔ پس اس تعلق کو ظاہر کرنے کے لیئے اور یہ بتانے کے لیئے کہ تم اگر اپنے محسنوں کے لیئے دعا کرتے ہو اور ان کو تحائف پیش کرتے ہو تو ایک بڑے عظیم سابق محسن کو بھی یاد رکھنا اور وہ ابراہیمؑ ہیں اور ان کے حوالے سے پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم پر سلامتی بھیجو۔ سلامتی تو ہم دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم پر بھیج رہے ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے وجود کے ساتھ منسلک کرکے حضرت ابراہیمؑ کو بھی بہت ہی عظیم خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور کما صلّیتَ میں جاری سلامتی ہے، کوئی ماضی کی سلامتی نہیں ہے۔ یہ مضمون بھی لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر سلامتی بھیجی گئی تھی اور ختم ہوگئی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم پر سلامتی بھیج۔ اگر ایسی محدود سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے لیئے مانگی ہے تو اس سے نہ مانگنا بہتر ہے۔ کما صلّیتَ میں دراصل ماضی کا واقعہ ہے ماضی میں سلامتی شروع ہوئی تھی اس لیئے ماضی کا صیغہ بولا گیا ہے ورنہ ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے وقت پر آکر ختم ہوگئی بلکہ قرآن خود بتارہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا نام سلامتی کے ساتھ قیامت تک لیا جائیگا۔ آخرین میں بھی سلامتی کے ساتھ آپ کو یاد کیا جائے گا۔ پس اس طرح اس درود کا مطلب یہ بنے گا کہ اے خدا! تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم پر اسی طرح ہمیشہ جاری رہنے والی سلامتیاں بھیج جس طرح تونے ابراہیمؑ پر ہمیشہ جاری رہنے والی سلامتی بھیجی تھیں۔ جس طرح ابراہیمؑ کی نسل میں تونے بہت عظیم الشان پھل لگائے اسی طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی نسل میں بھی بہت ہی عظیم الشان پھل لگا۔ جس طرح ابراہیم اور ابراہیم کی اولاد سے تو نے محبت کی اور اُن سب سے محبت کی جو ابراہیمؑ کے پیچھے چلنے والے تھے۔ اسی طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم اور آپ کی اولاد اور اُن سب سے محبت فرما جو آپ کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ پس ان معنوں میں درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ایک اور رنگ بھی اختیار کر لیتا ہے اور کیونکہ ایک ماضی کے محسن کا ذکر ہے اس لیئے نماز کی دعا زمانے میں وسیع تر ہو جاتی ہے اور اس کا تعلق ماضی سے بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اس تعلق کی بناء پر آگے چل کر آپ کو اپنے والدین کے لیئے بھی دعا سکھا دی گئی۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ میں پہلے اولاد کا بتایا لیکن سارے زمانے اکٹھے کر دیئے ہیں۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ۔ اے خدا مجھے نماز کا قائم کرنے والا بنا دے۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد کو بھی نماز پر قائم کر دے۔ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ہ اے ہمارے رب! ہماری دعا کو قبول فرما۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ اے خدا! مجھے بھی بخش دے میرے والدین کو بھی بخش دے تو جس طرح روحانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے والدین کا ذکر کیا گیا اسی طرح دعا کرنے والے نے اپنے والدین کا بھی ذکر کیا کہ مجھے بھی بخش۔ میری اولاد کو بھی بخش اور میرے والدین کو بھی تو حضرت ابراہیمؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم اور آئندہ نسلوں کا جو تعلق روحانی طور پر ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اس دعا میں ویسا ہی اپنی اولاد کے ساتھ، اپنے ساتھ اور اپنے والدین کے ساتھ ایک تعلق دکھا کر اس کی دعا سکھا دی گئی۔

پس نماز کو اگر آپ غور سے پڑھیں تو ایک لامتناہی مضمون ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور یہ ناممکن ہے کہ ہر نماز میں نماز کا ہر پہلو سے حق ادا ہو۔ اس لیئے کہیں نہ کہیں آپ کو کسی جگہ ٹھہر کر نماز کی لذت حاصل کرنی ہوگی اور یہ آپ کے مزاج اور حالات کے مطابق ہے۔ ہر لفظ پر اگر آپ ٹھہریں اور اس طرح غور کرکے نماز پڑھیں تو ایک ہی نماز 24 گھنٹے چلتی رہے گی اور یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے مزاج کو ایسا بنایا ہے کہ وہ بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی خاص مزاج میں انسان نماز پڑھ رہا ہے اور کبھی کسی خاص مزاج میں نماز پڑھ رہا ہے۔ کبھی سورۃ فاتحہ کا پہلا حصہ ہے اس نے ہی دل تھام لیا ہے اور آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ کبھی درمیان میں آکر دل اٹکتا ہے کبھی آخر پر۔ کبھی رکوع میں کبھی سجود میں گویا کہ مختلف حالات میں مختلف انسان اپنے مزاج کے مطابق مختلف رنگ میں نماز سے لذت پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لیئے جو شخص متلاشی ہوگا۔ جب اس کو اپنے مزاج کی چیز کہیں ملے گی تو وہ وہیں ٹھہر جائے گا اور وہاں وہ زیادہ لطف اٹھائے گا اور اسی طرح کوئی نماز بھی انسان کی ایسی نہیں جو لذتوں اور پھلوں سے خالی رہ جائے لیکن اگر غفلت کی حالت میں نمازیں ادا کرنی ہیں تو ساری عمر کی نمازیں بھی خالی ہونگی، خالی برتن ہوں گے، ایسے برتن کہ جب آپ یہ خدا کے حضور پیش کریں گے اور کہیں گے التّحیّاتُ لِلّٰہِ والصّلوٰتُ والطّیّباتُ تو خالی التحیات کے کھوکھلے برتن ہونگے جن میں نہ الصلوات ہونگی نہ الطیبات ہوں گی۔ یہ ایک تمسخر ہے۔ اپنے ساتھ بھی دھوکہ ہے اور خدا سے بھی دھوکہ کرنے کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بنائے کہ ہماری عبادات کو اپنے ذکر سے بھر دے اور ایسے ذکر سے بھر دے کہ جس سے ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ معطر رہیں۔ ہمارے وجود خدا کی ذات سے لذت پانے والے ہوں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور خدا کی ذات کے رنگ اور اسکی صفات ہماری ذات میں جاری ہونے والی ہوں۔ یہ وہ نماز ہے جو بالآخر انسان کو خدا نما بنا دیتی ہے۔ یہ وہ نماز ہے جس کے بعد انسان جتنی دفعہ بھی نماز میں جاتا ہے ہر دفعہ کوئی نیا موتی لیکر نکلتا ہے۔ نیا گوہر لیکر واپس لوٹتا ہے۔ کبھی انسان ایسی نمازوں سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹتا اور جتنا ترقی کرتا ہے اتنا ہی خدا کے رنگ اس پر پہلے سے بڑھ کر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ اس میں انکسار پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ رکوع اور سجود کا اہل ہوتا چلا جاتا ہے اور تکبّر کی بجائے اسمیں انکساری بڑھنے لگتی ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں، ہمارے بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی، موجودہ نسلوں کو بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی ایسی ہی نمازیں نصیب ہوں۔

اس کے بعد اب میں اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے آج ایک اور واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج ہمارا ایک بہت ہی پیارا وجود جماعت یو۔کے (U.K) کا ایک بہت ہی محبوب وجود تھا یعنی چوہدری ھدایت اللہ صاحب بنگوی، آج صبح اچانک ہم سے جدا ہوئے اور اپنے رفیق اعلیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ ان کو میں بہت دیر سے جانتا ہوں، جب میں طالب علم تھا اس وقت بھی ان سے مختصر سا تعلق بنا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں آپ پیدا ہوئے تھے اور تعلیم کے دوران بھی اور بعد میں بھی جس حالت میں رہے ہمیشہ سلسلہ کے بہترین خادم رہے۔ کسی نہ کسی شکل میں جماعت

کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ تقسیم سے پہلے دہلی کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ تقسیم کے بعد جب جماعت کراچی کی نئے رنگ میں تنظیم قائم ہوئی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو براہ راست خود مجلس عاملہ کراچی کا ممبر مقرر فرمایا۔ بہرحال سلسلہ کے مختلف خدام ہیں جنہیں مختلف رنگ میں خدمت کی توفیق ملتی ہے اور ایک نہیں، دو نہیں، آجکل تو خدا کے فضل سے ہزاروں ہیں جو اسی قسم کی زندگی گزارتے ہیں۔ ہنگوی صاحب کے متعلق جو چند کلمات میں خصوصیت سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ آپ طبعاً خدمت کرنے والے انسان تھے۔ صرف جماعت کی ہی خدمت نہیں بلکہ اپنی سروس کے دوران جو اکثر فارن آفس میں رہی اور اس کے تعلق میں دنیا کی مختلف ایمبیسیز میں آپ مقرر ہوتے رہے۔ آپ نے اس طرح بے لوث ہر ایک کی خدمت کی ہے کہ وہ غیر احمدی، افسر ہوں یا ماتحت یا ساتھی جنہوں نے آپ کے ساتھ کسی جگہ وقت گزارا ہے ہمیشہ آپ کو بڑی محبت سے یاد کرتے ہیں اور مجھے امریکہ سے کچھ عرصہ پہلے ہنگوی صاحب کے ایک دوست کا خط ملا تھا اس میں اس نے بتایا کہ یہ ایسا وجود ہے جو بھلانے کے لائق نہیں ہے بہت ہی خدمت کرنے والا اور بہت ہی احسان کرنے والا وجود ہے۔ پس اس دور میں جو ربوہ سے آنے کے بعد کا دور ہے اور جسے میں ہجرت کا دور کہہ رہا ہوں، جبکہ میں پاکستان سے آکر انگلستان میں عارضی طور پر آباد ہوا تو آتے ہی میں نے سب سے پہلے یہ صلائے عام دی کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ کون ہے جو اللہ کی خاطر، اللہ کے نام پر میری نصرت کرنے والا بنے گا تو وہ اوّلین آوازیں جنہوں نے لبیک کہا ان میں ہدایت اللہ صاحب ہنگوی کی آواز بھی تھی اور اس آواز میں ایسا خلوص تھا۔ ایسی سچائی تھی کہ اس کے بعد میں نے ان کو ہمہ وقت خدمت دین میں مگن دیکھا اور سخت بیماری کی حالت میں بھی اس بیماری کو چھپا کر کہ مجھے خدمت سے روک نہ دیا جائے آپ خدمت میں ہمیشہ مگن رہے اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ ان آوازوں میں سے یہ آواز یقیناً سچی آواز تھی، صدق دل سے اٹھائی گئی آواز تھی۔ چنانچہ ساری زندگی جو آپ نے بعد میں میرے ساتھ گزاری وہ زندگی اس بات کا نمونہ تھی کہ آپ واقعی اللہ کے انصار میں داخل ہو گئے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

ان لوگوں میں سے اور بھی بہت سے ہیں جنہوں نے اپنی نیتوں کو پورا کر دیا اور بعض ایسے ہیں جو نیتیں پوری کر کے خدا کے حضور حاضر ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وجود کو غریق رحمت فرمائے۔ آخر سانس تک خدمت میں وقت گزارا۔ ہر جلسہ کے بعد جب میں ان کو مبارک باد دیتا رہا کہ آپ نے بہت ہی عمدہ خدمت کی ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے تو ہمیشہ جذبات سے مغلوب ہو جایا کرتے تھے اور دو باتیں ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ میری خدمت کوئی چیز نہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں کا پھل ہے اور بھر تکرار سے کہا کرتے تھے کہ میں تکلفاً نہیں کہہ رہا۔ میں دل کے پورے یقین سے کہہ رہا ہوں کہ یہ محض دعاؤں کا پھل ہے، میری کوئی حیثیت نہیں ہے دوسرے یہ دعا یاد کرایا کرتے تھے کہ میرے لئے ہمیشہ یہ دعا کریں کہ چلتے پھرتے آخری سانس تک خدمت میں میری جان جائے۔ ایسا ہی ہوا اور یہ جلسہ جو بہت ہی کامیاب گزرا ہے، آپ نے دیکھا کہ کس طرح ان کو سخت بیماری کی حالت میں بھی چلتے پھرتے خدمت دین کی توفیق ملتی رہی۔ صبح جب میری بیگم کو پتہ چلا کہ ہنگوی صاحب وفات پا گئے ہیں تو کہتی ہیں کہ رات بڑی دیر تک نیچے سے میں ان کی آوازیں سنتی رہی۔ یہ آکر مہمانوں کے لئے ہدایتیں دے رہے تھے اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی کراری اور بلند آواز والا شخص جو اس طرح رات گئے بہت دیر تک مہمانوں کی خدمت میں مصروف ہے، صبح اچانک رخصت ہو جائے گا۔ مگر بہرحال یہ بھی اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ۱۹۸۵ سے لیکر اب تک، جب میں نے انہیں افسر جلسہ مقرر کیا تھا، یہ نہایت ہی عمدگی اور کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دیتے رہے اور یہ ساری زندگی گویا LEASE پر تھی یعنی ڈاکٹروں نے تو جواب دیا ہوا تھا لیکن خدمت دین کا جذبہ انہیں لئے پھرتا تھا اور اللہ نے اس جذبے کو قبول فرمایا اور زندگی کا ایک نیا دور عطا فرمایا۔

پس اگرچہ جدائی انسان کو ضرور دکھ پہنچاتی ہے لیکن بعض جدائیاں دکھ کے ساتھ بعض خوشی کے جذبات بھی رکھتی ہیں۔ ان کی جدائی کی بھی یہی کیفیت ہے۔ جیسے کوئی شخص کامیاب دورے کے بعد رخصت ہو رہا ہو تو لوگ دل کے بڑے گہرے غم کے ساتھ اس کو رخصت کرتے ہیں مگر ساتھ ہی صمیم قلب کے ساتھ مبارکباد بھی پیش کرتے ہیں۔ پس میں اس جانے والے کو اسی جذبے کے ساتھ رخصت کرتا ہوں کہ اے جانے والے! ہم بہت مغموم ہیں۔ ہمارا دل تیرے صدمے سے گھائل ہو گیا ہے لیکن ہم صمیم قلب کے ساتھ تجھے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ تو نے ایک کامیاب بندے کی زندگی گزاری اور ایک کامیاب احمدی کی حالت میں آخری سانس تک زندہ رہا اور اسی حالت میں جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اللہ بے شمار رحمتیں ان پر نازل فرمائے اور اس ٹیم کو بھی نیکیوں پر قائم رکھے جس ٹیم کو انہوں نے بڑی محنت اور خلوص اور دعاؤں کے ساتھ تیار کیا ہے۔ ان کا نعم البدل ہمیں عطا کرے۔ ان کی اولاد کو توفیق بخشے کہ وہ ان کی خوبیوں کو اپنی ذات میں زندہ کر کے انہیں نئی زندگی عطا کریں۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس کی تاریخ میں وہ انشاء اللہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی اولاد کو ہمیشہ اپنے فضلوں کا وارث بناتا رہے اور ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

اس کے بعد میں یہ مختصر اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کے معاً بعد انشاء اللہ ان کا جنازہ ہوگا۔ اس کے ساتھ کچھ جنازہ ہائے غائب بھی ہونگے جن کا اعلان غالباً پہلے کیا جا چکا ہے اور میری خواہش تھی کہ اسی جلسہ کے اختتام پر اسلام آباد ہی میں ان کا جنازہ ہو چنانچہ اس خواہش کے پیش نظر ان کے عزیزوں نے بہت محنت کر کے بہت جلدی جلدی ان کو غسل دیا اور تیار کیا۔ پس آپ سب لوگ جمعہ کے بعد اسی جگہ کھڑے رہیں سوائے ان چند ساتھیوں کے جو میرے ساتھ باہر جا کر ان کی نعش کے سامنے کھڑے ہو کر وہاں جنازہ پڑھیں گے۔ باقی آپ اسی طرح صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔

ولادت

عزیزہ ریحانہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم یونس احمد صاحب لاڑجی کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دو لڑکیوں کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام " طاہر احمد " تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم مقبول احمد صاحب لاڑجی یادگیر کا پوتا اور مکرم سید خلیل احمد صاحب مجیب شیر تماپور کا نواسہ ہے۔ عزیز کی صحت و تندرستی، درازی عمر اور صالح خادم دین بننے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار

(سید نسیم احمد مجیب شیر تماپوری)

درخواست دعا

مکرم مولوی سراج الحق صاحب آف حیدر آباد مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بھانجے عزیزم طاہر احمد خاں مقیم جرمنی کی بچی جس کی عمر ڈیڑھ سال ہے کے دل کا آپریشن ہوا ہے۔ اسکی مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے (خاکسار جمیل احمد ناصر انسپکٹر بیت المال قادیان)

جلسہ یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۲۱ ستمبر بروز ہفتہ

جملہ مبلغین، صدر صاحبان۔ امراء۔ معلمین وقف جدید اور عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے التماس ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۲۱ ستمبر اپنی اپنی جماعتوں میں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کریں۔ سیدنا و مولانا فخر رسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تمام روئے زمین پر توحید کا علم بلند ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو انسانیت اور اخلاق فاضلہ کا درس دیا لہٰذا۔ مقررین اس عظیم المرتبت، انسانیت کے محسن اعظم حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور پاکیزہ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام پر تقاریر کریں۔

مقامی حالات کے مطابق جلسہ کے انعقاد کی تاریخ میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ جلسوں کی رپورٹیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ضروری اعلان

بابت انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو نظارت علیاء قادیان کی طرف سے مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ سہ سالہ مدت انتخابات عہدیداران کروائے جانے مقصود ہیں۔ آئندہ ٹرم کی مدت ۹۲/۷/۱ سے ۹۵/۶/۳۰ تک ہوگی۔

جملہ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ فروری ۹۲ء کے آخر تک ہر حالت میں انتخابات کروا کر منظوری کے لئے کاغذات مرکز احمدیت قادیان روانہ کر دیں۔ اس امر کی کوشش کی جائے کہ ہر شعبہ کا الگ سیکرٹری مقرر کیا جائے اور خصوصاً تحریکات کے لئے الگ الگ سیکرٹری ہونا ضروری ہے۔

اس بارے ایک ضروری امر قابل ذکر یہ ہے کہ بعض عہدیداران اپنی جماعت کا انتخاب بروقت اس لئے نہیں کرواتے کہ انتخاب نہ ہونے کی صورت میں ان کے عہدے تو برقرار رہیں گے ہی۔ یہ بہت غلط طریق ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں مجبوراً مرکز کو درمیانی عرصہ کے لئے نئے عہدیداران نامزد کرنے پڑیں گے۔

نوٹ:۔ اس طرف خاص توجہ دی جائے کہ بقایادار یا بے شرح چندہ دہندگان کو انتخاب میں شرکت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

واقفینِ نو اور والدین کی ذمہ داریاں

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرمودہ ۱۰ فروری اور ۱۷ فروری ۸۹ء

سچ سے محبت:۔ وقف نو میں شامل ہر بچہ کو بچپن سے ہی سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئیے۔

قناعت:۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیئے۔

امانت و دیانت:۔ دیانت و امانت کے اعلیٰ مقام تک ان کو پہنچانا ضروری ہے۔ دیانت کا ہماری شہ رگ کی حفاظت سے تعلق ہے۔

خوش مزاجی و تحمل:۔ خوش مزاجی اور تحمل بھی واقفین بچوں میں بہت ضروری ہے۔

مزاح:۔ مزاح اچھی چیز ہے لیکن اس کے اندر پاکیزگی اور لطافت ہونی چاہیئے۔

تعلیم قرآن کریم:۔ بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کی طرف سنجیدگی سے متوجہ کرنا چاہیئے۔

پابندی نماز:۔ نماز کی پابندی اور نماز کے لوازمات کے متعلق بچوں کو تعلیم دینی چاہیئے۔

جنرل نالج و مطالعہ:۔ بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو عام جنرل نالج پڑھانے کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔ تدریسی مطالعہ کے علاوہ مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے:۔

نظام جماعت کی اطاعت:۔ نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا اور ذیلی تنظیموں سے وابستہ کرنا بہت ضروری ہے۔

چالاکیوں سے بچانا:۔ بعض بچے شوخیاں اور چالاکیاں کرتے ہیں لہٰذا انکو ایسی چالاکیوں سے بھی بچائیں۔

وفا:۔ اپنے بچوں کو وفا سکھائیں۔

جسمانی صحت:۔ واقفین زندگی کی بدنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔

تعلیم:۔ تعلیم کے سلسلہ میں انکا دائرہ وسیع کرنا چاہیئے۔ تاریخ اقوام اور جغرافیہ کا علم بہت ضروری ہے۔ لغو اور گندے ناولوں سے دور رکھیں۔ جاسوسی ناولوں سے بچائیں۔

عربی زبان کی تعلیم:۔ عربی زبان سکھانے پر زور دیں۔ علاوہ ازیں اردو زبان بھی بہت ضروری ہے۔

واقفین بچیوں کی تربیت کے بارہ میں حضور کی بیان کردہ ذمہ داریاں

ان کو امور خانہ داری سلیقہ شعاری اور گھریلو اقتصادیات کے ذریعہ سے آراستہ کرنا ضروری ہے۔

ایسے رنگ میں ان کی تربیت کریں کہ وہ سادہ اور مشقت والی زندگی کی عادی ہوں۔

نوٹ:۔ آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ دعا پر زور دیں۔ اپنے بچوں کے لئے دردمندانہ دعا کریں اور دعا کرنے کی تربیت دیں تاکہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم کر کے اپنی شخصیت میں نکھار پیدا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین:

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرماوے کہ ہم واقفین نو کی ایک ایسی فوج خدا کی راہ میں پیش کریں جو ہر قسم کے ان ہتھیاروں سے مزین ہو جو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ضروری ہوا کرتے ہیں۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

ولادت

مکرم برادرم نثار احمد صاحب میر ولد خواجہ جمال الدین صاحب میر آف بھدرواہ کشمیر کو اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کے بعد مورخہ ۹۱/۸/۸ کو بیٹا عطا کیا ہے نومولود کی خالہ صاحبہ نے مبلغ پچاس ۵۰ روپے اعانت بدر ادا کئے ہیں دونوں بچوں اور ان کی والدہ صاحبہ کی صحت و سلامتی صالح اور خادم دین بننے کیلئے نیز بچوں کے والدین کے لئے قرۃ العین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبد الغنی میر۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بھدرواہ۔ (کشمیر)

قسط اوّل

سیرت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

دیگر مذاہب کے پیروؤں سے عدل اور حُسن و احسان کا سلوک

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (مائدہ ۹)

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ (نحل ۹۱)

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و کرم ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے سرور کائنات سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر کچھ عرض کرنے کی سعادت ملتی آرہی ہے۔ آج کے اس مبارک اجلاس میں ارشاد ہوا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ان درخشندہ اوراق کو آپ حضرات کے سامنے پیش کروں جو دیگر مذاہب کے پیروؤں سے آپ کے عدل اور حسن و احسان سے متعلق ہیں۔

عرب کے قدیم مذاہب

قبل اس کے کہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل اور حسن و احسان کی دلکش تصویر آپ کے سامنے پیش کروں عرب کے قدیم مذاہب اور ان کے پیروؤں کے اس سلوک کا مختصراً ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو کہ انہوں نے اپنے اقتدار اور قوت کے زمانہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ کیا تاکہ ان کے سلوک کے متقابل پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک کا اندازہ ہو سکے اور یہ بھی کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کی جیتی جاگتی آپ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آکر آپ کی معزز ترین، محبوب ترین اور مقبول ترین شخصیت کی نشان دہی ہو سکے۔

چنانچہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل عرب میں مختلف مذاہب کے پیرو پائے جاتے تھے۔ سب سے زیادہ عام اور پھیلا ہوا مذہب بُت پرستی کا مذہب تھا اور اس کا مذہبی مرکز خانہ کعبہ تھا جہاں کم و بیش تین سو ساٹھ بُت رکھے گئے تھے۔ دوسرا مذہب مجوسی تھا۔ اس کے پیرو آتش پرست اور ستارہ پرست۔ اس کے علاوہ ایک مذہب صابی تھا جو کہ مجوسیت اور یہودیت کا مجموعہ تھا۔ پھر عیسائی مذہب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب میں داخل ہو چکا تھا اور نجران کا علاقہ اس کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ علاوہ ازیں یہودی مذہب کے پیرو بھی ابتدا ً شام کی طرف سے آکر عرب میں آباد ہو گئے تھے اور ان کا مذہبی مرکز مدینہ منورہ اور تیما تھا۔ ان مذاہب کے علاوہ دہریہ اور حنیفی مذہب کے پیرو بھی خال خال پائے جاتے تھے۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب میں مختلف مذاہب کے پیرو موجود تھے۔ جو بلا استثناء سب کے سب اپنی بد اعتقادیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے انتہائی درجہ بگڑ چکے تھے۔ چنانچہ یورپین مؤرخ سر ولیم میور عرب کے قدیم مذاہب پر ریویو کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے کہ:۔

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جوانی کے زمانہ میں عرب ایک نیا عمل لیک پر چلنے والے لوگ تھے اور ملک کی حالت ہر قسم کے تغیر و اصلاح کی سخت مخالف تھی بلکہ اس کی تمام تاریخ میں شاید اس زمانہ سے بڑھ کر کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ جب اس کی اصلاح اس وقت سے زیادہ مشکل اور مایوس کن ہو .... عیسائی مذہب کی پانچ سو سال کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک میں خال خال عیسائی نظر آتے تھے اور بس۔ یہودی مذہب زیادہ طاقتور تھا لیکن ایک تبلیغی مذہب کے طور پر وہ بھی اب گویا بالکل رہ چکا تھا۔ لیکن بُت پرستی اور بنو اسماعیل کے توہمانہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ کی دیواروں سے آآ کر ٹکراتا تھا۔“

(دیباچہ لائف آف محمد مطبوعہ ۱۸۷۸ء)

اور یہ حالت صرف ملک عرب کی ہی نہ تھی بلکہ دُنیا کے چپہ چپہ پر سخت تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ دُنیا کے تمام اہل مذاہب تاریکی کے اس انتہائی خطرناک دَور سے متاثر تھے۔ ہر سو فساد ہی فساد بپا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کا نقشہ مختصر مگر انتہائی جامع الفاظ میں کھینچا ہے۔ فرماتا ہے:۔

ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (روم)

کہ یہ ایسا زمانہ تھا کہ خشکی اور تری ہر دو میں فساد ہی فساد تھا یعنی الہام الٰہی پر بنیاد رکھنے والے مذاہب بھی خراب ہو چکے تھے اور وہ مذاہب بھی جن کی بنیاد الہام الٰہی پر نہ تھی۔

دیگر اہل مذاہب کا آنحضرت صلعم سے سلوک

پس دُنیا میں جب چاروں طرف اندھکار چھا گیا تو جس طرح رات کے بعد دن چڑھتا ہے اور شدید تپش کے بعد بارش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کے منصب پر فائز فرما کر عرب کی سرزمین میں مبعوث کیا اور دُنیا کو ضلالت اور گمراہی کے ظلمات سے نکال کر ساحل عافیت تک پہنچانے کا کام آپ کے سپرد کیا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی کی تعمیل میں آپ کوہِ صفا پر چڑھ گئے۔ اور لوگوں کو بلند آواز سے اپنی طرف بلایا۔ جب وہ آگئے تو آپ نے انہیں اپنی عالمگیر نبوت اور اپنے فرائض منصبی سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ تمہاری نجات کے لئے اب بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں کہ تم خدائے واحد لاشریک کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔

پس یہ وہ پہلا دن تھا جبکہ آپ نے تمام اہل مذاہب کو اپنے خلاف ناراض کر لیا اور اپنا شدید ترین مخالف بنا لیا۔ جو بُت پرست مذہب کے حامی تھے وہ اس لئے خفا ہو گئے کہ آپ نے ان کے مشرکانہ اعتقادات کے خلاف انہیں توحید کا سبق دیا اور جو صابی اور مجوسی مذہب کے علمبردار تھے وہ بھی آپ کے دشمن بن گئے کیونکہ آپ نے انہیں آتش پرستی ستارہ پرستی اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا سے منع کیا۔ اسی طرح جو یہودی مذہب کے پیرو تھے اس لئے ناراض ہو گئے کہ آپ نے انہیں طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی سے روکا نیز انہیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی توہین سے منع کیا اور عیسائی اس لئے سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے کہ آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا۔

الغرض توحید کی منادی کے ساتھ تمام مذاہب کے پیروکار آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی خوشنودی اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے اور اصلاح

خالق کے فریضہ کو سرانجام دینے سے کیا کیا بلا ہیں سر پر آوے گی اور تمام اہل مذاہب کے ہاتھوں کیا کیا کچھ دُکھ اور تکلیف اُٹھانا ہوگا بلکہ تمام شدّتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارہ کر کے اپنے مولا کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی۔

ابتدائی زمانہ تھا۔ وہی اہل مکہ جو کبھی آپ کو صادق اور امین کے پاکیزہ نام سے پکارتے تھے اور آپ کی شرافت پر اپنی جانیں چھڑکتے تھے اعلانِ توحید کے بعد یکلخت آپ کے جانی دشمن ہوگئے۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے۔ آوارہ مزاج لوگوں کو پیچھے لگایا۔ نماز کی حالت میں گلے میں کپڑے ڈال کر کھینچا۔ معبودِ برحق کے حضور سجدہ کی حالت میں پیٹھ مبارک پر اونٹ کی غلیظ اوجھڑی لاکر ڈال دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے یہ کہہ کر انہیں روکا کہ

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔

کیا تم ایک شخص کو صرف اس لئے قتل کرنے پر آمادہ ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ مگر ان پر کوئی اثر نہیں۔ آپ کا سوشل بائیکاٹ کیا حتیٰ کہ قتل کا منصوبہ بنایا اور وطن عزیز کو چھوڑنے پر مجبور کیا۔ آپ پر ایمان لانے والے مٹھی بھر مسلمانوں کو وہ اذیتناک تکلیفیں دیں کہ جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضؓ کو گرم ریت پر لٹا کر چھاتی پر گرم پتھر رکھ دیا۔ حضرت عمار رضؓ کی والدہ حضرت سمیہ رضؓ کو نیزہ مار کر شرمناک طور پر ہلاک کیا۔ صہیب بن سنان کو اتنا مارا کہ حواس مختل ہوگئے۔ حضرت زبیر رضؓ کو مار مار کر اندھا کر دیا۔ حضرت خباب بن ارت کو جلتے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر چڑھ گئے۔

الغرض جب آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر مکہ کی زمین تنگ ہوگئی تو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے چلے آئے مگر پھر بھی مشرکین مکہ نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور مدینہ والوں کو ایک تہدیدی خط بھیجا جس میں لکھا کہ

”تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو (سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم) اپنے گھروں میں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ یا تو تم اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کے خلاف جنگ کرو یا کم از کم اسے اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم اپنا لشکر لے کر تم پر حملہ آور ہوں گے اور تمہارے سارے مردوں کو تہ تیغ کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر کے اپنے لئے جائز کر لیں گے۔“ (ابو داؤد کتاب الخراج)

چنانچہ پے در پے ۲۷ غزوات میں آپ کو گھسیٹا۔ اُحد کے میدان میں آپ کو زخمی کر کے ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے ماتھے پر کلنک کا ایسا ٹیکا لگایا جو قیامت تک اُمتِ محمدیہ کے دلوں کو مجروح کرتا رہے گا۔ پھر شہیدانِ اسلام کی بے حرمتی کی۔ ان کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کیا۔ ان کا سینہ چاک کر کے کلیجہ باہر نکالا اور پھر پھینک دیا۔ اور جب ہجرت کا ساتواں سال آیا تو تمام اہل مذاہب باہم اتحاد کر کے اسلام اور بانیٔ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی غرض سے مدینہ پر حملہ آور ہوئے پھر مبلغین اسلام کو اوّل دعوت دیکر بلایا پھر ظالمانہ طریق پر قتل کر دیا۔

الغرض ظلم و ستم اور تشدد کا کوئی طریق ایسا نہ تھا جو کہ عرب کے تمام اہل مذاہب نے آپ پر اور آپ کے ماننے والوں پر نہ آزمایا ہو۔

احباب کرام! یہ تو تصویر کا ایک رُخ تھا جو انتہائی اختصار کے ساتھ آپ نے ملاحظہ کیا۔ آیئے اب آپ کی توجہ اپنے پیارے آقا کی شانِ رحمۃ للعالمین کی طرف مبذول کراؤں جس کا اظہار آپ نے لوگوں کے ساتھ اپنے عدل اور حسن و احسان کے ساتھ فرمایا۔

شانِ رحمۃ للعالمین کا ظہور

پس جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ عرب کے تمام اہلِ مذاہب نے یکجا اور متحد ہو کر اسلام کو نیست و نابود کرنے اور بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے میں اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کو صرف کر دیا اور یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب کہ یہ اقتدار اور قوت میں تھے۔ اور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے انتہائی بے بسی اور بے کسی کے عالم میں تھے۔ لیکن ایک دن وہ بھی آیا جب کہ خدائے ذوالجلال والاکرام نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن پر غلبہ بخشا۔ اقتدار اور قوت سے سرفراز کیا۔ اور پورا پورا موقعہ بہم پہنچایا کہ آپ اپنے پر ہوئے ظلموں کا گن گن کر بدلہ لیں۔ رحمتِ خداوندی کا یہ مجسمہ اور عدل و انصاف کا یہ معمار اور حسن و احسان کا یہ تخلیق کار اگرچہ فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا تھا لیکن ایسے دوراہے پر کھڑا تھا کہ ہر نظر اس پر سوالیہ نشان بن کر ٹک گئی۔ رحمۃ للعالمین کا منصب اس سے تقاضا کر رہا تھا کہ آج موقعہ ہے ہاں! آج موقعہ ہے شانِ رحمۃ للعالمین کی نمائش کا تو دوسری طرف اس کے روبرو حضرت حمزہ رضؓ عالمِ خیال میں اس سے کہہ رہے تھے کہ اے فاتح مکہ! انہیں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری لاش کی بے حرمتی کی اور میرے جگر اور کلیجہ کو نکال کر باہر پھینک دیا تھا۔ آپ کی بیٹی حضرت زینب رضؓ آپ سے مخاطب ہو کر کہہ رہی تھیں کہ آبا جان! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ایک عورت پر ہاتھ اُٹھاتے شرم نہیں آئی اور ایسی حالت میں مجھ پر حملہ کیا کہ میں حاملہ تھی اور ان ظالموں کے ظلم سے میری وفات ہوگئی۔ آپ کے جانثار صحابہ رضؓ جنہیں نہایت ظالمانہ طریق پر قتل کیا گیا تھا ان کی روحیں رحمۃ للعالمین کے روبرو کھڑی ہو کر اپنی مظلومیت کی لرزہ خیز داستان سنا رہی تھیں۔ اور کہہ رہی تھیں کہ آج موقعہ ہے کہ ان سے ان کے ظلموں کا گن گن کر بدلہ لیا جائے۔

عجیب کشمکش کی حالت تھی مگر جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔

کہ میری رحمت ہر چیز پر وسیع تر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب شاہِ مکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی شانِ رحمت کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے لب کو اس طور پر جنبش دی کہ ایک عالم آج تک حیران ہے کہ اکیس سال تک ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والوں کو اور اپنے جان نثار ساتھیوں کے قاتلوں کو چشمِ زدن میں اس طور پر معاف کر دیا کہ مکہ کی گلیوں میں اِک قطرہ خون کا بھی نہ گرا۔

احباب کرام! فتح مکہ کے بعد باقاعدہ اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ چونکہ یہاں زیرِ بحث موضوع دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل اور حسن و احسان کا ہے۔ اس لئے اسلامی حکومت میں دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ عدل اور حسن و احسان سے متعلق جو احکامات نافذ کئے گئے اور ان پر جس رنگ میں عمل کیا گیا اس کی ایک مختصر سی جھلک سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں ؎

دیگر اہلِ مذاہب کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جب کبھی عدل و انصاف کے معاملہ میں دُنیا نے اپنوں اور بیگانوں میں تفریق کی ہے۔ دُنیا کو امنِ عامہ اور امنِ عالم کے قیام میں نہ صرف سخت دشواری پیش آئی ہے بلکہ باوجود ہر حربہ اختیار کرنے کے ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ پس کسی قوم یا ملک کی ترقی یا تنزل کا انحصار بلاشک

اس بات میں مضمر ہے کہ وہ قوم یا ملک، عدل و انصاف کے قیام میں کہاں تک مخلص ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت میں غیر مسلم رعایا خصوصاً دیگر مذاہب کے پیرو کاروں کے ساتھ عدل و انصاف کا جو ضابطہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور پھر اس کے مطابق جو عمل کر کے دکھایا اور پھر حق تلفی نا انصافی اور ظلم و ستم کو یکسر مٹا کر امنِ عامہ اور امنِ عالم کا جو دلکش ماحول پیدا کر دکھایا۔ کسی قوم کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ چنانچہ آپ نے خدائی الفاظ میں اعلان فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (مائدہ ۹)

یعنی اے مسلمانو! تم خدا کی خاطر دنیا میں نیکی اور عدل کے قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور چاہیئے کہ کسی قوم کی مخالفت تمہیں عدل و انصاف کے رستے سے نہ ہٹائے بلکہ تم سب کے ساتھ عدل کا معاملہ کرو کیونکہ یہی طریق تقویٰ کا تقاضا ہے۔ پس تم متقی بنو اور یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

پھر چونکہ حق تلفی اور نا انصافی اور ظلم و ستم اور تشدد کے واقعات میں بسا اوقات حکومت کے حکام اور عمال ملوث ہوتے ہیں اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں پر تمام مسلمانوں کو دیگر مذاہب کے ساتھ عدل و انصاف قائم کرنے کا حکم فرمایا وہاں پر اسلامی حکومت کے حکام اور عمال کو اس سلسلہ میں تاکیدی حکم دیتے ہوئے ارشاد خداوندی سے انہیں آگاہ فرمایا کہ :-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ (نساء ۵۹)

یعنی اے لوگو! جب تم حکام کا انتخاب کرو تو چونکہ حکومت بھی ایک امانت ہے اس لئے اسے ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں۔ پھر منتخب شدہ حکام کو تلقین فرماتا ہے کہ اے حاکمو! جب تمہارا انتخاب ہو تو تم پر لازم ہے کہ تم ملک میں عدل و انصاف کا میزان قائم کرو اور اسے کسی جانب بھی جھکنے نہ دو خواہ فریقین میں سے ایک فریق تمہاری قوم سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتا ہو اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہے۔

دیگر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ عدل و انصاف کا یہ اسلامی ضابطۂ اخلاق صرف کاغذوں کی زینت اور منبروں کی سجاوٹ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ پیغمبر اسلام سیدنا حضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سیاستِ اسلامی کا ایک ضروری اور عملی حصہ قرار دیا اور نہ صرف یہ کہ آپ نے اس پر خود عمل کیا بلکہ آپ کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ بانئ اسلام نے دنیا کے سامنے کوئی ایسی تعلیم نہیں پیش کی جو انسانی قوتِ عمل کے دائرہ سے باہر ہو۔ بطور ثبوت کچھ تاریخی واقعات ملاحظہ فرمایئے :-

(۱) :- مدینہ میں جب یہودی قبیلہ بنو نضیر کو ان کی عہد شکنی اور غداری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کے جرم میں جلا وطنی کی سزا ہوئی تو اس موقعہ پر انصار اور یہود کے درمیان اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ یہودی لوگ انصار مسلمانوں کی اولاد کو جو عقیدت کے نتیجہ میں یہودی ہو گئے تھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان انہیں رد کرنے پر بضد تھے۔ معاملہ سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تا آپ فیصلہ فرمائیں چنانچہ عدل و انصاف کے اس پیکر نے مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں فیصلہ فرمایا۔

احباب کرام! اگر اس فیصلہ کو ان تعلقات اور روابط کے پس منظر میں دیکھا جائے جو انصار اور یہود کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے تو رحمۃ للعالمین کے بلند ترین مقام اور ظرف عالی کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔ انصار وہ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت پناہ دی تھی جب کہ اہل مکہ نے آپ کو گھر سے بے گھر کر دیا تھا۔ اور آپ کے قتل کے درپے تھے اور یہود بنو نضیر وہ تھے جنہوں نے آپ کے خلاف متعدد سازشیں کیں۔ غداری کی عہد شکنی کی۔ حتیٰ کہ قتل کے منصوبے بنائے۔ لیکن جب دونوں کے درمیان فیصلہ کا وقت آیا تو عدل و انصاف کے اس پیکر نے مطلقاً اس بات کی پرواہ نہ کی کہ کون اپنا ہے اور کون بیگانہ بلکہ معاملہ کو عدل و انصاف کے پلڑے میں رکھ کر بغیر کسی طرف جھکنے کے فیصلہ فرمایا۔

قول و عمل میں ایسی مطابقت ایسا اتحاد اور ایسا جوڑ کہ جو کہا کر کے دکھا دیا۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

(۲) :- پھر آپ کے اسوۂ مبارکہ پر چلتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ جب کہ آپ کے سامنے ایک یہودی اور مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا تو یہ جان کر کے حق یہودی کا ہے۔ مسلمان کا مقدمہ خارج کر کے یہودی کے حق میں ڈگری دے دی۔ (مؤطا امام مالک)

(باقی آئندہ)

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی اہمیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہر وہ شخص جس کے لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا میں نے دیکھا ہے کہ جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان آجاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے۔ ...... پس ان ایام میں قادیان کو ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کر دینا جسے توڑا جا سکتا ہے جس کا علاج کیا جا سکتا ہو صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولادوں پر بھی ظلم ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۷ء)

درخواست دعا

میری چھوٹی بیٹی زرین کے ناک میں TUMER ہے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کے لئے کہا ہے۔ مگر یہ آپریشن خطرناک قسم کا ہے۔ دعا کریں کہ آپریشن کی نوبت ہی نہ آئے اور ٹھیک ہو جائے۔ کیونکہ اس کو HERBAL علاج دیا جا رہا ہے۔ جس سے اس کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ مکمل صحت اور شفایابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ ریاض نذیر کینیڈا

محبوبِ الٰہی وہ ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں!

قرار داد ہائے تعزیت

محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کی وفات پر صدر انجمن احمدیہ کا تعزیتی ریزولیوشن اور دیگر قرار داد تعزیت اخبار بدر کی گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہوئی ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ غائب مورخہ ۹/۸/۹۱ کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ادا کی گئی۔ مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے بھی قرار داد تعزیت موصول ہوئی ہیں جس میں مرحوم کی خوبیوں اوصاف اور گراں قدر خدمات کا ذکر کر کے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اخاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اظہار ہمدردی و تعزیت کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی ہے۔ لبغرض ریکارڈ جماعتوں اداروں کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

قرار داد تعزیت منجانب مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر صوبائی آندھرا پردیش

〃 〃 〃 مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

〃 〃 〃 لجنہ اماء اللہ بھارت و لوکل لجنہ قادیان

〃 〃 〃 جماعت احمدیہ کیندرا پاڑہ

〃 〃 〃 جماعت احمدیہ بھدرواہ

مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ کیرلہ کی سرگرمیاں

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ کالی کٹ تبلیغ۔ تقسیم لٹریچر تعلیم و تربیت خدمت خلق وقار عمل وغیرہ تمام شعبوں میں محترم کنجامو صاحب امیر جماعت احمدیہ اور محترم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کے بھرپور تعاون اور رہنمائی میں سرگرم عمل ہے فالحمدللہ مختصراً خاکہ پیش خدمت ہے۔

جماعت کے غریب طلباء میں سکول کی کتابیں تقریباً -/۲۵۰۰ روپے کی خرید کر تقسیم کی گئیں۔

مورخہ ۱۱ر اگست بروز اتوار کالیکٹ کے جنرل ہسپتال میں خدام نے نہایت شاندار رنگ میں وقار عمل کیا کارپوریشن کے میئر اور HEALTH SUPERINTANDENT اور ہسپتال کے R.M.O اور سٹاف نے خوشنودگی کا اظہار کیا کالیکٹ میونسپل کارپوریشن نے ہفتہ صحت منایا اور ماہ فروری میں اسی جنرل ہسپتال میں خدام نے وقار عمل کیا۔

صبح ۹ بجے تقریباً ۵۰ خدام مسجد احمدیہ سے محترم مولوی محمد عمر صاحب کی قیادت میں ہسپتال پہنچے وہاں ہمارے استقبال کے لئے کارپوریشن کے ہیلتھ سپرینٹنڈنٹ اور R.M.O اور دیگر سٹاف موجود تھے محترم مولوی صاحب سے سب کا تعارف کروایا گیا۔ اس کے بعد خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرایا گیا جو ارباب ہسپتال اور وہاں موجود بیماروں کے لئے بہت توجہ اور دلچسپی کا باعث بنا۔ اس کے بعد محترم مولوی صاحب نے اجتماعی دعا کروائی خدام نے ۵ گروپ بنا کر ہسپتال کے ارد گرد صفائی شروع کی خدام کی پر خلوص اور انتھک کوششوں سے ۲ بجے بعد دوپہر تک جنرل ہسپتال کا وسیع و عریض ماحول نہایت شاندار رنگ میں صاف ہوا۔ بیماروں کے لئے کپڑے دھونے کے لئے اچھا انتظام بنا کر دیا۔

وقار عمل کے دوران کالیکٹ کارپوریشن کے مسٹر ڈاکٹر راج اگوپال ہسپتال میں تشریف لائے اور خدام الاحمدیہ کے پر خلوص کام کو دیکھ کر خوشنودگی کا اظہار کرتے ہوئے تعریفی کلمات سے خدام کی حوصلہ افزائی کی۔

یہ بات خاص کر قابل ذکر ہے کہ وقار عمل کے دوران ہیلتھ سپرنٹنڈنٹ اور R.M.O خدام کے ساتھ ہی رہے۔ اور انہوں نے وقار عمل کے اہتمام پر خاص طور پر اس بات کا اظہار کیا کہ یہاں پر مختلف Voluntary Associations کی طرف سے صفائی کے لئے خدمت پیش کی جاتی رہی ہے لیکن آپ نوجوانوں نے جس قسم کی مستعدی فدائیت اور خلوص دکھایا ہے۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ آپ لوگوں کو دی گئی تربیت اور Learning کا ہی نتیجہ ہے۔ دو بجے بعد دوپہر دعا کے ساتھ وقار عمل اختتام پذیر ہوا تمام خدام کو مجلس کی طرف سے کھانا کھلایا گیا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم خدام کو زیادہ سے زیادہ دین اور ملک اور عوام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(خاکسار محمد سلیم قائد مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ)

بھدرواہ میں ہفتہ قرآن مجید

جماعت احمدیہ بھدرواہ نے ۷ر تا ۱۳ر جولائی ہفتہ قرآن کریم بڑی شان و شوکت سے منایا بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں اجلاسات ہوئے پروگرام میں مندرجہ ذیل افراد جماعت نے حصہ لیا

محترم عبدالرحمان صاحب خاں۔ مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب۔ مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب۔ مکرم عبدالحفیظ صاحب غانی۔ مکرم خورشید احمد صاحب میر۔ مکرم عبدالغفار صاحب گنائی۔ خاکسار ملک محمد اقبال ناصر۔ مکرم عطاء اللہ صاحب منڈاشی۔ مکرم ہدایت اللہ صاحب منڈاشی۔ مکرم ظفر اللہ منڈاشی۔ عزیزم گوہر حفیظ صاحب غانی مکرم میر عبدالقیوم صاحب۔ عزیزم عبدالرشید صاحب میر۔ عزیزم باسط رشید صاحب گنائی۔

(خاکسار ملک محمد اقبال ناصر بھدرواہ)

سرزمین قادیان

اللہ اللہ سرزمین قادیاں باغ بہار
کر رہا تھا ایک عرصے سے میں جس کا انتظار
ہو گئی پوری تمنا میری آخر اے خدا
بار بار آؤں یہی ہے ایک چھوٹی التجا
بچہ بچہ ہے مبلغ بر زمین قادیاں
غیر مسلم بھی نہیں ہوتے یہاں سے بدگماں
حضرت طاہر آئیں گے جب دیکھنا ماحول تم
احمدی ماحول میں ہو جائیں گے ہم تم تو گم
جناب مرزا وسیم احمد سے مل کر اے خدا
مل گئی منزل مجھے اور مل گیا ہے مدعا
لائق تحسین ہیں عملہ یہاں کے خاص و عام
حوصلہ افزائی کا ہے شکریہ صاحب العام
مارے مارے پھر رہے تھے ہم تو ساجد در بدر
رہنمائی کا تیرے ہے شکر اخبار "بدر"

حافظ محمد ساجد حسین قادیان

اعلان نکاح

مورخہ ۴ر جولائی ۹۱ء کو مسماۃ عزیزہ صبیحہ بیگم ساجدہ بنت مکرم محمد عبدالرحمن صاحب ساکن فلک نما کا نکاح ہمراہ عزیزم محمد الیاس احمد صاحب ولد مکرم محمود احمد صاحب مرحوم ساکن جلال کوچہ پانچ ہزار ایک سو روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی سراج الحق صاحب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مثمر بثمرات حسنہ بنائے اس خوشی کے موقعہ پر مکرم محمد عبدالرحمن صاحب فلک نما نے اعانت بدر میں -/۲۰ روپے شکرانہ فنڈ میں -/۲۰ روپے ادا کئے ہیں۔ (خاکسار ایچ اے ستار حیدر آباد)

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت کے ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو اس سے مطلع کرے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۴۸۱۴: میں غلام مصطفیٰ ولد مرحوم شیخ برکت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پنشنر عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۳۳ء ساکن چودہ کلاٹ حال کٹک ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں آج بتاریخ ۱۵/۴ کو اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ آج سے میری جائیداد پر وصیت حاوی ہوگی۔ اور اگر اس کے بعد میں نے کوئی جائیداد پیدا کی تو اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ اور تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میری وفات کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

۱۔ خاکسار کو اس وقت ماہانہ پنشن -/۸۰۴ روپے مل رہی ہے۔

۲۔ چودہ کلاٹ میں میرا ایک ذاتی مکان ہے جس میں تین کمرے ہیں جس کی اندازاً قیمت -/۴۰۰۰ روپے ہے۔

۳۔ اس کے علاوہ میری کھیتی کی زمین اندازاً ۳ ایکڑ ہے جس کی اوسط قیمت -/۱۵۰۰۰ روپے ہے۔

۴۔ جس زمین پر مکان تعمیر کیا ہوں یہ سات گونٹھ پر مشتمل ہے اس کی اوسط قیمت -/۳۵۰۰ روپے ہے

۵۔ بانس باڑی ۸ گونٹھ جس کے اوسط قیمت -/۲۷۰۰ روپے کل قیمت زمین و مکان -/۶۱۲۰۰ روپے۔ اللہ تعالیٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شیخ عبدالحلیم	غلام مصطفیٰ	سید فضل عمر عفی اللہ عنہٗ

وصیت نمبر ۱۴۸۵۰: میں محمد سلیم خان بھٹی ولد مکرم حوالدار محمد ابراہیم صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زمین واقع پٹھانہ تیر ختک ۵ مرلہ ۱/۷ کنال موجودہ قیمت -/۱۶۰۰۰ مشترکہ دو بھائی اس کے علاوہ خاکسار کو بطور ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغ -/۵۱۶ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد و جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شاہد احمد قاضی	محمد سلیم خاں بھٹی	مبارک احمد اسلم

وصیت نمبر ۱۴۸۷۵: میں اشرف خاں ولد مکرم قمر علی خان صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موسی بنی مائنز ڈاکخانہ موسی بنی مائنز ضلع سنگھ بھوم صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت خاکسار موسی بنی مائنز میں ملازمت کرتا ہے جس سے مجھے مبلغ -/۳۰۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا (جو بھی ہوگی) ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میرے والد صاحب کا ایک مکان کیرنگ میں ہے جس کی موجودہ قیمت -/۵۰۰۰ روپے ہے۔ ہم پانچ بھائی تین بہن ہیں اور والد صاحب بقید حیات ہیں۔ مکان فی الحال ورثاء میں تقسیم نہیں ہوا۔ تقسیم ہونے پر جس قدر بھی ورثہ آئے گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کروں گا۔ نیز اگر اس کے بعد کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شیخ ابراہیم	اشرف خان	سید قیام الدین مبلغ سلسلہ

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۹/۱ بعد نماز عشاء زیر صدارت محترم مولوی منظفر احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج نیپال جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ مکرم مولوی ظہیر عالم صاحب معلم وقف جدید آف سوجان ضلع علی گڑھ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد خاکسار نے نعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام "جان ودلم فدائے جمال محمد است" پڑھ کر تمام حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس جلسہ کی پہلی تقریر مکرم مولوی ظہیر عالم صاحب معلم نے "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" پر کی۔ دوسری تقریر خاکسار نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے حسن سلوک" عنوان پر کی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ایک انسانی زندگی کو جو چیزیں لاحق ہو سکتی ہیں وہ سارے کی ساری اسلام نے مہیا کردی ہیں۔ اگر تمام مذہب وملت کے شیدائی ان تعلیمات پر عمل کریں گے تو تمام کے تمام آپسی تنازعات اور اختلافات دور ہو سکتے ہیں دنیا میں جتنی بھی مخلوق ہے وہ ساری خدا کی ہے۔ اس طرح خاکسار نے فتح مکہ کے واقعات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہمارے آقا و مطاع آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اسوہ حسنہ اور کردار دنیا میں کسی نے پیش نہیں کیا۔ اس کے بعد آخری تقریر مکرم مولوی منظفر احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج نیپال نے کی۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آنحضرت صلعم دعاء ابراہیمی کا نتیجہ ہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وید میں پیشگوئیاں موجود ہیں ان پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں محترم موصوف نے سورۃ ضحیٰ کی تفسیر سے مسیح موعود کی صداقت ثابت کی۔ اور اسی طرح مساوات انسانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جو مساوات اسلام نے کرکے دکھائے ہیں وہ بے نظیر انقلاب ہے۔ (خاکسار نذرالاسلام مبلغ سلسلہ)

جلسہ یوم خلافت

جماعت احمدیہ پٹنہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶/۵/۹۱ بعد جمعہ نثری کرسٹنا لوس میں زیر صدارت مکرم عین العارفین صاحب جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ مکرم برہان احمد کی تلاوت کے بعد مکرم سید شکیل احمد نے نوش الحانی سے خلیفۃ المسیح الثانی کی نظم پڑھی۔ اس کے بعد خاکسار نے تفصیلی تقریر اور خلیفۃ المسیح الاول سے لیکر خلیفۃ المسیح الرابع کے حال تک کے دور کا الگ الگ ذکر کیا۔ اور خلافت کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب پر اچھا اثر رہا۔ لجنہ پٹنہ بھی گھر کے اندر سے سن رہی تھیں۔ مکرم عین العارفین صاحب نے اختتامی تقریر میں خلافت کی اہمیت پر زور دیا۔ (خاکسار سید لئیق احمد سیکرٹری مال پٹنہ)

شکریہ احباب اور دعا کی درخواست

گذشتہ دنوں انڈونیشیا کے سفر سے واپسی پر میری طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی۔ قادیان واپسی کے معاً بعد شدید بخار ہو گیا۔ چہرے کے اعصاب کھنچنے لگے۔ اور ڈاکٹروں نے بتایا کہ چہرے کے بائیں جانب لقوہ کا حملہ ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بذریعہ فون اور احباب جماعت کی خدمت میں بذریعہ خطوط۔ اخبار بدر اور اخبار الفضل کے ذریعہ دُعا کی درخواست کی گئی۔ احباب و مستورات نے بہت محبت پیار اور اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی جگہ جانوروں کا صدقہ دیا کسی جگہ کسی اور رنگ میں اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور ایک مہینے کے اندر اندر ۵۰ فی صد بیماری کے اثرات دُور ہو چکے ہیں الحمد للہ۔ آنکھ اور ہونٹوں کی گرفت بھی کافی بہتر ہو چکی ہے۔ البتہ زبان کا مزہ ابھی پوری طرح بحال نہیں ہوا۔ احباب کی خدمت میں مکمل صحت یابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔۔

مورخہ ۹۱/۸/۷ اگست کی درمیانی شب ۱/۲ ۱۱ بجے میرے چھوٹے بھائی عزیزم مکرم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب اچانک ہارٹ فیلور سے وفات پا گئے **اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون** ٥ یہ صدمہ ہم سب کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے صبر عطا فرمایا۔ ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ اس صدمہ پر بہت سے احباب اور جماعتوں کی طرف سے تعزیتی تار اور خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ سب کو انفرادی رنگ میں بھی جواب دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاہم تحریر ہذا کے ذریعہ بھی میں اپنے سب بہنوں بھائیوں اور عزیزوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی نیک جزا عطا کرے۔ آمین

نیز جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور امۃ القدوس بیگم کو بھی صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور تادم واپسی خدمت دین کی توفیق ملتی رہے۔ اور انجام بخیر ہو آمین۔ عزیزی مرزا نعیم احمد صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کی بیگم صاحبہ اور بچوں کا اپنے فضل سے ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین۔

والسّلام
خاکسار
مرزا وسیم احمد
امیر جماعت احمدیہ قادیان

شری ونوبا بھاوے جی کے پیروکار شری ستپال متل جی کی محلہ احمدیہ میں تشریف آوری

قادیان۔ مورخہ ۲۱ جون شام آٹھ بجے اپنی پیدل یاترا کے سلسلہ میں شری ستپال متل جی معہ اپنے رفقاء کے محلہ احمدیہ میں تشریف لائے۔ آپ امن مارچ کر رہے ہیں۔ محلہ احمدیہ میں تشریف لانے پر ان کا استقبال کیا گیا۔ اور ایک مختصر جلسہ مدرسہ احمدیہ کے ہال میں منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت محترم فضل الٰہی خان صاحب درویش ریٹائرڈ نائب ناظر امور عامہ نے فرمائی۔ جلسہ میں اطفال۔ خدام اور انصار صاحبان نے ذوق شوق سے شرکت کی جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو کہ عزیز مکرم قاری ساجد حسین صاحب نے کی مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ اسلام اور احمدیت کی پُرامن تعلیم کا ذکر کیا گیا۔ شری متل جی نے اپنی امن پیدل یاترا اور شری ونوبا بھاوے جی کی تعلیمات کی اہمیت بتلائی۔ یہاں یہ امر واضح ہو کہ سنت ونوبا بھاوے جی بھی اپنی زندگی میں محلہ احمدیہ میں تشریف لائے اور مسجد اقصےٰ میں تقریر فرمائی تھی۔ اور اس امر کا برملا اظہار فرمایا تھا کہ میں نے یہاں آکر نور دیکھا ہے اور سکون محسوس کرتا ہوں۔

آخر میں محترم صدر جلسہ نے دعا کرائی اور اس طرح یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ آنے والے مہمانان کرام کی مہمان خانہ میں خاطر و مدارت کی گئی۔ رات قیام کر کے صبح پانچ بجے بٹالہ کی طرف پیدل یاترا پر روانہ ہو گئے۔

(نامہ نگار خصوصی)

درخواست دُعا۔ مکرم صدر جماعت احمدیہ پالا کرتی کی آنکھ کے کالے دیدے پر کچھ عرصہ سے پھوڑے کی وجہ سے تکلیف ہو رہی تھی ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا ہے۔ موصوف تبلیغ میں جوش اور ولولہ رکھنے والے اور نمایاں رنگ میں جماعت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ آپریشن کی کامیابی بینائی کی تندرستی اور صحت کاملہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (ایڈ رسول نیاز) قادیان

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے
(ترمذی)
C. K. ALAVI, RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBERLOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشاد نبویؐ
اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ
(ترجمہ)
اپنے بھائی کو ہدایت کرو
منجانب:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO:-
OFF: 6378622
RESI: 6233387
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6, TARUN BHARAT CO-OP SOCIETY LTD
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD
(ANDHERI EAST)
BOMBAY. 400099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دُعا
"آٹو ٹریڈرز"
AUTO TRADERS
۱۶ امیسنگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۱

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں
(کشتی نوح)
AIR
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

اَلَيْسَ اللّٰہُ بِكَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز - ۵۱۰۶ - ۵۱۲۷ - ۵۰۲۸/۲۱ - ۴۳/۲۱